

گناہ کے باوجود ایمان ذریعہ نجات

عَنْ أَبِي ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ.

حضرت ابو ذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انھوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ آپ کی امت میں سے جس کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا، وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ میں نے پوچھا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أبيضٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ:

فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ.

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ سفید چادر لے کر سوئے ہوئے تھے۔ میں دوبارہ حاضر ہوا آپ تب بھی سوئے ہوئے تھے۔ میں پھر (تیسری مرتبہ) آیا تو آپ جاگ گئے۔ چنانچہ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا پھر اسی پر اس کی وفات ہوئی مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ میں نے پوچھا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ میں نے پھر پوچھا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ نے پھر فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ تین مرتبہ اس طرح بات ہوئی اور چوتھی مرتبہ آپ نے یہ بھی کہا: ابوذر کی ناک آلودہ ہونے کے باوجود۔ ابوذر کا کہنا یہ ہے تھے: اگرچہ ابوذر کی ناک آلودہ ہو۔

لغوی مباحث

وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ: یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جملے کی حیثیت سے بھی نقل ہوا ہے اور حضرت ابوذر کے جملے کے طور پر بھی۔ مراد یہ ہے کہ یہ سوال کے محل پر بھی آیا ہے اور جواب کے محل پر بھی۔ سوال کی صورت میں اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ یہ اظہار تعجب کے معنی میں ہو۔ دوسرے یہ کہ یہ سادہ طریقے پر سوال ہی ہو۔ معنی کچھ بھی ہوں، اس محل میں حرف استفہام کو مقدر مانا جائے گا۔ جواب کی صورت میں یہ جملہ شرط کے معنی میں ہے اور اس کا جواب حذف ہے، یعنی اگر اس نے یہ گناہ کیے ہوں تب بھی۔

بعض شارحین نے یہ نکتہ بھی پیدا کیا ہے کہ یہاں نمائندہ گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مال کے حوالے سے ایک گناہ، آبرو کے حوالے سے ایک گناہ۔ میرا خیال ہے کہ متکلم کے پیش نظر محض کچھ گناہوں کا ذکر کرنا ہے۔ چنانچہ اس کی زبان پر وہ گناہ بطور مثال آئے ہیں جن کا ارتکاب معاشرے میں بالعموم کیا جاتا ہے اور جن کی قباحیت و شناعة مسلمہ ہے۔ 'عَلَى رَغِمَ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ: یہ جملہ ایک بددعا کی طرح کے جملے سے لیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے: 'أَرْغَمَ اللَّهُ أَنْفَهُ' (اللہ اس کی ناک خاک آلود کرے)۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لاڈ کے محل میں استعمال کیا ہے۔

بول چال کی زبان میں اس طرح کے اسالیب کا استعمال خاص التفات کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔

معنی

ایمان اور توحید سے نجات کا مضمون تفصیل سے کچھلی روایت کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ اس روایت میں گناہوں کے ارتکاب کے باوجود نجات کی نوید سنائی گئی ہے۔ عذاب و سزا کے حوالے سے قرآن مجید نے مغفرت کے امکان کو کئی پہلوؤں سے بیان کیا ہے۔ جہاں قرآن مجید میں یہ آیت موجود ہے کہ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَكُوْنِ برائی کرے گا، اسے اس کی جزا ملے گی۔“ (النساء: ۱۲۳)، وہاں یہ آیت بھی موجود ہے کہ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمُ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا“، جس نے کوئی برائی کی یا اپنی جان پر ظلم ڈھایا، پھر اس نے اللہ سے معافی مانگی، وہ اللہ کو بخشنے والا اور شفقت کرنے والا پائے گا۔“ (النساء: ۱۱۰)۔ اسی طرح سورہ نساء ہی میں یہ نوید بھی موجود ہے کہ إِنْ اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ“، اللہ اس کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے، لیکن وہ اس کے علاوہ گناہ معاف کر دے گا جس کے لیے چاہے گا۔“ (۴: ۴۸)۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت بھی اسی رعایت کو بیان کرتی ہے جو قرآن مجید کی ان اور اسی مضمون کی حامل دوسری آیات سے سمجھنے آتی ہے۔ مزید یہ کہ اس روایت میں قول ایمان پر نوید نہیں، بلکہ حقیقی ایمان پر نوید ہے۔ حقیقی ایمان کا لازمی اظہار اعمال صالحہ ہیں۔ حقیقی ایمان کا لازمی اظہار توبہ و انابت ہے۔ جس شخص میں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں، وہ مغفرت کا مستحق ہے اور اس روایت میں اسی مغفرت کی خبر دی گئی ہے۔

کچھ شارحین نے اس روایت کو اہل ایمان کے لیے ابدی جہنم کی سزا کی نفی کے معنی میں لیا ہے۔ یہ خدا کی مغفرت حاصل ہونے کی ایک صورت ہے۔ اسی طرح کچھ شارحین نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے حاصل ہونے والی معافی کے حوالے سے دیکھا ہے۔ یہ مغفرت حاصل ہونے کا ایک اور مظہر ہے۔ اس روایت کی حقیقت وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔ یہ رعایت حاصل ہونے کی صورتیں ہیں۔ یہ صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔

متون

اس مضمون پر مبنی ایک روایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ لیکن امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ہی کی روایت کو لیا ہے۔ حضرت ابو ذر سے اس مضمون کی دو روایتیں منقول ہیں۔

دونوں میں اس مکالمے کا موقع محل اور دروبست مختلف بیان ہوا ہے۔ ایک میں بتایا گیا ہے کہ یہ گفتگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے گھر میں ہوئی۔ حضرت ابوذرؓ آئے تو آپ سفید چادر لے کر سوئے ہوئے تھے۔ جب یہ تیسری بار آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاگ رہے تھے، تب یہ گفتگو ہوئی۔ دوسری میں بتایا گیا ہے کہ یہ گفتگو آبادی سے باہر احد کی طرف کی ایک کھلی جگہ پر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سبب سے حضرت ابوذرؓ سے الگ ہوئے اور آپ کی ملاقات جبریل علیہ السلام سے ہوئی اور انھوں نے آپ کو یہ نوید سنائی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مکالمے کا احوال حضرت ابوذرؓ کو سنایا۔ ان روایات میں کچھ اور گفتگو بھی نقل کی گئی ہے۔ ایک متن کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ ہونے سے پہلے یہ فرمایا تھا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کروں گا کہ احد میرے لیے سونا بن جائے اور اگلی صبح تک میرے پاس ایک دینار بچا ہوا ہو۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ زیادہ والے ہی قلت والے ہیں، اگر وہ خیرات نہ کریں۔ اس روایت کے متن میں نمایاں فرق یہی ہیں، باقی فرق محض لفظی ہیں۔

کتبائیات

مسلم، رقم ۹۴؛ بخاری، رقم ۱۱۸۰، ۳۰۵۰، ۵۲۸۹، ۵۹۱۳، ۶۰۷۸، ۷۰۳۹؛ احمد، رقم ۱۸۳۱۰، ۲۱۵۰۴؛ مسند البرزار، رقم ۳۹۲۰؛ ترمذی، رقم ۳۶۴۴؛ الآحاد والمثنائی، رقم ۱۳۰۸؛ نسائی، رقم ۱۰۹۵۵-۱۰۹۶۶، ۱۱۵۶۰-ابن حبان، رقم ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۹۵، ۲۱۳، ۳۳۲۶؛ بیہقی، رقم ۲۰۵۵۷، ۲۰۵۶۰؛ موارد الطمآن، رقم ۹؛ تہذیب الآثار، رقم ۹۳۰-۹۶۴، ۹۵۰-۹۴۷، ۹۴۴، ۹۴۳، ۹۳۸۔